سوال

میرا سوال ہے کہ : بیوی کے گھر والوں کے متعلق خاوند کے واجبات کی حد کیا ہے ؟ میں یہ سوال اس لیے کر رہی ہوں کہ جب میری والدہ مجھے ملنے آتی ہیں تو خاوند کی جانب سے مجھے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، حتیٰ کہ میری والدہ کے ساتھ اس کا رویہ بہت خراب اور برا ہوتا ہے (یہ اس لیے ہوا کہ میرے خاوند کے رشتہ داروں اور میری والدہ کے مابین جھگڑا ہوا) حتیٰ کہ خاوند نے میری والدہ وغیرہ کو گھر سے نکال دیا، جس کے نتیجہ میں مجھے اپنی والدہ کے ساتھ مجبورا جانا پڑا حالانکہ خاوند مجھے اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا، (یہ علم میں رہے کہ میں کسی دوسرے ملک میں رہتی ہوں اور اپنی والدہ کے ساتھ چلی گئی) خاوند کا رویہ میرے ساتھ ٹھیک تھا صرف اتنا ہے کہ والدہ کے ساتھ ایسا کرنے سے میں غصہ میں آ گئی، حالانکہ اس نے دوسرے دن افسوس کا اظہار کیا، لیکن والدہ نے اسے معاف نہیں کیا، تو کیا اس کے ساتھ میرا یہ رویہ صحیح ہے، یا کہ میں نے خاوند کی نافرمانی کی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خاوند کی اطاعت کی وصیت کی ہے ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں :

اول :

خاوند کو چاہیے کہ وہ بیوی کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پش آئے، کیونکہ اس کا ایسا کرنا بیوی کے ساتھ حسن معاشرت میں شامل ہوتا ہے، اور ایسا کرنے سے بیوی کے دل میں اس کی محبت اور الفت پیدا کرے گا، اور وہ اسے قدر و منزلت کی نظر سے دیکھے گی اور ان دونوں کے مابین محبت و مودت میں اضافہ کا باعث ہو گا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

اور ان کے ساتھ اچھے اور بہتر طریقہ سے بود و باش اختیار کرو النساء (19).

ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی تفسیر میں کہتے ہیں :

"یعنی : جیسے تم ان سے چاہتے ہو اسی طرح حسب استطاعت اور قدرت ان کے لیے بھی اپنے قول و فعل اور عمل میں ان کے لیے اچھائی اور بہتری پیدا کرو، تو تم بھی اس جیسا ہی کام کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

اور ان (عورتوں) کے لیے بھی اسی طرح ہیں جس طرح ان پر ہیں بہتر اور اچھے طریقہ سے

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" تم میں سے بہتر اور اچھا وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے لیے اچھا ہے، اور میں تم میں سے اپنے اہل و عیال کے لیے بہتر ہوں "

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے السلسلۃ الصحیحۃ حدیث نمبر (285) میں اسے صحیح قرار دیا ہے انتہی

دیکھیں : تفسیر ابن کثیر (477/1).

دوم :

اور رہا مسئلہ خاوند کی آپ کی والدہ کو گھر سے نکالنا تو اس نے اس کی اس نے معذرت کرلی ہے ، اور جس کا بھائی اپنی غلطی کی معافی مانگ لے اور معذرت کر لے اسے چاہیے کہ وہ اس کی معذرت کو قبول کرے اور اس کی غلطی کو معاف کردے

اور شادی شدہ عورت کو معلوم ہونا چاہیے کہ خاوند کی اطاعت والدین کی اطاعت پر مقدم ہے ، لھذا مرد نیکی میں اپنی والدہ پر کسی کو بھی مقدم نہیں کرے گا ، اور بیوی کے لائق نہیں کہ وہ خاوند کی اطاعت پر کسی اور کو مقدم کرے ؛ یہ اس لیے کہ اس کا بیوی پر عظیم حق ہے ، اور عورت پر مرد کے عظیم حق میں یہ شامل ہے کہ شریعت اسلامیہ تو اس کے قریب تھی کہ بیوی کو حکم دیتی کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے ، لیکن ایسا اس لیے نہیں کیا کہ انسان میں سے کسی کو بھی سجدہ کرنا جائز نہیں ہے

اور خاوند کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بیوی کے گھر والوں کو اپنی بیٹی سے ملنے منع کرے ، لیکن اگر اسے یہ خدشہ ہو کہ ایسا کرنے سے بیوی میں فساد پیدا ہوگا یا وہ بیوی کو مخالفت پر ابھاریں گے تو اس وقت خاوند کو روکنے کا حق حاصل ہے

سوم :

آپ سے دو قسم کی غلطیاں ہوئی ہیں اور دوبار آپ نے شریعت کی مخالفت کی ہے :

پہلی غلطی یہ ہے کہ گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر نکلی ہیں ، اور دوسری غلطی محرم کے بغیر سفر کیا ہے

گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر نکلنا حرام ہے ، بلکہ اللہ تعالی نے تو رجعی طلاق والی عورت کو بھی اپنے گھر سے نکلنے سے منع فرمایا ہے ، تو پھر اگر ایسا نہ ہو تو معاملہ کس قدر ہوگا ؟ !

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی امت سے کہہ دو) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز) میں انہیں طلاق دو ، اور عدت کا حساب رکھو ، اور اللہ تعالی سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو ، تم انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو ، اور نہ ہی وہ خود نکلیں ، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی کر بیٹھیں ، یہ اللہ تعالی کی مقرر کردہ حدیں ہیں جو شخص حدوں سے آگے بڑھ جائے اس نے یقینا اپنے اوپر ظلم کیا الطلاق (1)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

" اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالی کہتے ہیں : اللہ تعالی کی کتاب میں خاوند سردار ہے ، اور انہوں نے یہ آیت تلاوت کی :

فرمان باری تعالی ہے :

اور ان دونوں نے اس کے سردار کو دروازے کے قریب پایا یوسف (25).

اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی کا فرمان ہے :

نکاح غلامی ہے ، اس لیے تم میں سے کسی ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ اپنی عزیز بچی کس کی غلامی میں دے رہا ہے

اور ترمذی وغیرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کرو، کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں"

لہذا عورت اپنے خاوند کے پاس غلام اور قیدی کے مشابہ ہے، اس لیے عورت کو کوئی حق نہیں کہ وہ اس کے گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر نکلے، چاہے عورت کو اس کا والد یا والدہ یا کوئی اور حکم دے، اس پر آئمہ کرام کا اتفاق ہے" انتہی

دیکھیں : الفتاوی الکبری (3/148).

ابن مفلح حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" عورت کے لیے خاوند کے گھر سے بغیر اجازت نکلنا حرام ہے، لیکن ضرورت یا کسی شرعی واجب کی بنا پر نکل سکتی ہے" انتہی

دیکھیں : الآداب الشرعیۃ (3/375).

اور رہا عورت کا بغیر محرم سفر کرنے کا مسئلہ تو یہ بغیر محرم سفر کرنا حرام ہے، اس کے بارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث وارد ہیں

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

" حاصل یہ ہوا کہ : جسے سفر کا نام دیا جاتا ہے اس سے عورت کو خاوند کے بغیر یا بغیر محرم سفر کرنے سے منع کیا جائے گا، چاہے وہ تین دن یا دو یا ایک دن کا ہو، یا پھر ایک منزل وغیرہ ہی ہو، اس کی دلیل ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی یہ حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" محرم کے بغیر عورت سفر نہ کرے "

اور یہ حدیث سب کو شامل ہے جسے سفر کا نام دیا جاتا ہے واللہ اعلم انتہی

دیکھیں : شرح المسلم (9/103) کچھ کمی وبیشی کے ساتھ

اور منزل تقریبا بیس کلومیٹر کی مسافت کو کہا جاتا ہے

گزارش ہے کہ آپ سوال نمبر (10680) کے جواب کو ضرور دیکھیں کیونکہ اس میں خاوند اور بیوی کے حقوق کا ذکر ہے

واللہ اعلم .

الاسلام سوال وجواب

69937